Biannual Research Journal
AL-IDAH
OPEN ACCESS
شش ماہی تحقیقی مجلّہ
الإيضاح
Published by
SHAYKH ZAYED ISLAMIC CENTRE
UNIVERSITY OF PESHAWAR
PESHAWAR, PAKISTAN
شیخ زاید مرکز اسلامی جامعہ پشاور
www.al-idah.szic.pk
ISSN (Print) : 2075-0307
ISSN (Online) : 2664-3375
JAN-JUNE 2020
VOL:38 ISSUE:1

قرآن مجید میں "اَمثال کامنہ" کی حیثیت

The Status of Latent Proverbs in The Holy Quran

Saleem Ullah Khan
Ph.D Research Scholar, Department of Arabic, University of Peshawar

Prof. Dr. Syed ul Hasanat
Prof. Department of Arabic, University of Peshawar

Article DOI: https://doi.org/10.37556/al-idah.038.01.0634

Abstract
The Holy Quraan is a Paradigm of Elloquence and a sublime model for rhetorical standards. The worldly life would not be sufficient for the knowledges inferred from this heavenly book. Paremiology (the study of proverbs) is one of the prominent influential topics of the holy Quraan whereas it has been one of the main Topics of almost all Heavenly Books. This Research article entertains the questions, Are there General Proverbs and Sayings in the Holy Quraan other than the Special Quranic Proverbs? How many Types of Proverbs are there in the Holy Quraan? Can those verses be declared as proverbs that are used just like proverbs in daily life conversations to deal with the situations? and on. The general Quraanic Proverbs (Amsaal) are somewhat distinct genres of the holy quran for its unique theme and scenic structures. The context of verses in which these proverbs revealed have clearly contains the word ''Masal'' and that is why it is called (Amsaal az zahira). In contrast there are some special "Proverb like" verses (Sometimes full verse and sometimes partial) having the quality of currency and transmission (الذيوع والإنتشار) without containing the word ''Masal'' used in daily life

Scan for Download

conversations just like the idiomatic expressions and proverbial sayings which are called Latent proverbs(الأمثال الكامنة) and have been declared as General Proverbs by some of the Literary Scholars.The aim of the study is to add to the clarification of the ambiguity and to uncover the position of those Proverbial Verses to be treated as "Sayings" and "proverbs" frankly in daily life and also in the Literary Works.

***Key words:* Qur'anic Proverbs:** الأمثال القرآنية **Paremiology:** أدب الأمثال **Proverbs and Aphorisms** الحكم والأمثال **Wisdom Literature** أدب الحكمة **Latent Quraanic Proverbs** الأمثال الكامنة

تمہید:

کسی بھی فلسفے کی بنیاد اور علمی پھیلاؤ میں عقائد و نظریات کا بڑا عمل دخل ہوتا ہے۔ ہر مثبت علمی میدان کی بنیادوں میں وحی خداوندی یا مقدّس آسمانی ہدایات کا عنصر ضرور کارفرما ہوتا ہے۔ خالق کائنات نے انسان کی تخلیق کے ساتھ ہی اس کی علمی اور شعوری ضرورتوں کی تکمیل کی خاطر آسمانی ہدایات نازل فرمائی ہیں۔ ان ہدایات نے انسانی دنیا کو حکمت و دانش کے چشموں سے سیراب کیا اور علم و عرفان کے نئے پہلوؤں سے روشناس کرایا۔ یہی وجہ ہے کہ کلاسیکی علم وادب میں حکمت کو ایک بلند مقام حاصل ہے۔ قدیم حکمت میں خطبات، معاہدات، خطوط، امثال، حِکم، شاعری اور پند و نصائح شامل ہیں۔ حکمت کی جڑیں کسی نہ کسی طرح آسمانی وحی سے ملتی ہیں۔ بالخصوص امثال و حکم میں موجود فکری مواد کسی علمی و فکری معجزے سے کم نہیں۔

آخری آسمانی کتاب، قرآن مجید، جو کہ ایک سرچشمۂ علم و عرفان ہے، کے نزول نے تو گویا انسانیت کو علوم کے خزانے عطا کئے۔ ہر آیت اور ہر کلمہ اپنے اندر لامتناہی معانی کا ایک ذخیرہ رکھتا ہے۔ جتنا بھی قرآن مجید میں تدبر کیا جاتا ہے، تحقیق کے نئے نئے در وا ہوتے ہیں۔ قرآن کے بنیادی موضوعات میں اگر ایک جانب احکام و مسائل کی تفصیل موجود ہے تو دوسری جانب ادبی اور بلاغی تنوع سے مالامال اسالیب اور فنون کی کثرت بھی ہے۔ ان موضوعات میں سے ایک اہم موضوع "امثال" ہے اس لئے اس میں بحث و تحقیق کے بہت سے مواقع موجود ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ:

کیا قرآن مجید میں مخصوص امثالِ قرآنیہ کے علاوہ "امثال السّائرۃ" یا عام بات چیت کی ضرب الامثال موجود ہیں؟

بنیادی طور پر قرآنی امثال کی اقسام کتنی ہیں؟

کیا بعض قرآنی آیات، جو کہ مخصوص مواقع پر عام ضرب الامثال کی طرح زبان زدعام ہوتی ہیں، مثلاً :"هَلْ جَزَاءُ الإِحسَانِ إِلَّا الإِحسَانُ، وَلَكُم فِي القِصَاصِ حَيَاةٌ ، إِنَّ مَعَ العُسرِ يُسرًا، كَمَثَلِ الحِمَارِ يَحمِلُ أَسفَارًا" وغیرہ، کو ضرب الامثال قرار دیا جاسکتا ہے؟

ان سوالات کے جوابات تلاش کرتے ہوئے یہ بات منکشف ہوتی ہے کہ قرآنی امثال دو قسم کے ہیں۔ امثال ظاہرہ اور امثال کامنہ۔(۱) پہلی قسم یعنی امثال ظاہرہ سے مراد وہ تمثیلی آیات ہیں جن میں ایک چیز کی دوسری چیز سے تشبیہ دی گئی ہوتی ہے یا غیبی تصور کو سہولتِ ادراک کی خاطر تمثیلی اور مرئی صورت میں تعبیر کیا جاتا ہے۔ قرآنی امثال دیگر مختلف زبانوں یا بالخصوص عربی زبان میں مستعمل عام امثال سے یکسر ایک مختلف نوع ہے۔ اس کی ہیئت اور ساخت صرف ان ہی کے ساتھ خاص ہے۔ یہ اشباہ و نظائر کے لئے تمثیل کی انتہاؤں کو چھونے والے ایک خاص قسم کے لغوی اور بلاغی "محسّنات" ہیں۔ قرآن کریم کے علاوہ عام گفتگو میں اس کے استعمال کا کوئی تصور نہیں کیونکہ یہ امثال عامیہ یا متداول کہاوتیں نہیں ہوتیں۔ یہ قرآن کریم کے ساتھ خاص ہیں۔ ان آیات میں دوسری خصوصیات کے ساتھ ساتھ ایک خاصیت یہ ہوتی ہے کہ عموماً اس میں مثل کا کلمہ مذکور ہوتا ہے۔ مثلاً :

"مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَاراً فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لاَّ يُبْصِرُونَ"(۲)

اس کے مقابلے میں ایک دوسری قسم یعنی "امثال کامنہ"(Latent Proverbs) یا مخفی امثال (جو کہ اس مقالے کا بنیادی موضوع بھی ہے) اس سے مختلف صنف ہے جو کہ عام ضرب الامثال کی طرح متداول اور امثال السائرہ کے زمرے میں آتی ہیں۔ یہ نسبتاً غیر مشہور ہونے کے باوجود بھی فکر و معنی میں اُن اقوال و امثال سے موافقت رکھتی ہیں جو کہ عام گفتگو کی ضرب الامثال یا کہاوتیں ہیں۔ یہ وہ آیات یا قرآنی تراکیب ہیں جنہیں عموماً گفتگو میں ضرب الامثال کی طرح استعمال کیا جاتا ہے۔ امثال ظاہرہ کی طرح ان تراکیب میں مثل کا کلمہ مذکور نہیں ہوتا پھر بھی وہ دوران گفتگو دلیل و حجت کی غرض سے مستعمل ہوتی رہتی ہیں مثلاً:

"وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا"(۳) یہ آیت عموماً گفتگو میں استعمال کی جاتی ہے جو کہ عرب کے ایک مشہور قول اور متداول مثل کی مانند ہے، وہ ہے" إنّ الحديد بالحديد يفلح"(۴) وغیرہ۔

زیر بحث مقالے میں اسی دوسری قسم یعنی امثال کامنہ کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ قرآنی اعجازات اور بلاغی تنوع سے مزید استفادے کا موقع ہاتھ آئے۔ اسی طرح امثال کے ذخیرے میں ایک نرالی صنف کی وضاحت بھی ہو سکے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اگر قرآن مجید کے دیگر موضوعات کی طرح امثال کے مطالعے کو بھی کماحقہ توجہ مل جائے تو یہ منفرد ادبی ورثہ نئی جہتوں کے ساتھ جدید ادب کی زینت بنے گا۔ ان اہداف کے حصول کے لئے زیر نظر مقالے میں "تجزیاتی اور وصفی منہجِ تحقیق" کا طریق کار اپنایا گیا ہے۔

مثل کی تعریف وتحقیق:

مثل سے مراد حکمت کی وہ مختصر مگر حقیقت سے بھرپور بات ہوتی ہے جو سامع بآسانی سمجھ پاتا ہو اور عموما زبان زد عام بھی ہو۔ جو امثال بہت زیادہ معروف اور قبول عام ہوتی ہیں انہیں مثل سائر یا امثال مرسلۃ کہا جاتا ہے۔

مثل کا لفظ قرآن مجید میں بار بار وارد ہوا ہے، جس سے "نظیر" اور "تشابہ" مراد لیا جاتا ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد پاک ہے:

"لَوْ أَنزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلَى جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ" (۵)

"اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارتے تو تو دیکھتا کہ خوف الہی سے وہ پست ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔ ہم ان مثالوں کو لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ غور و فکر کریں"

لغوی معنی:

عربی زبان کے لغوی مصادر کے مطابق مثل کے کئی معانی ہیں، جن میں سے نظیر، بدل، شبیہ، مماثل، عبرت قابل ذکر ہیں۔

مثلاً لسان العرب میں اس کی لغوی تحقیق کچھ اس طرح کی گئی ہے:

"إنّ للفظ "المثل" معانی مختلفة کا النّظیر والشّبیه والمماثلة والعبرة وما یجعل مثالا لغیره یحذی علیه إلی غیر ذلک من المعانی" (۶)

"لفظ مثل کے مختلف معانی ہیں جن میں نظیر، شبیہ، مماثلت، عبرت اور اسی طرح وہ ہر وہ چیز جو بمنزلہ میزان و قالب مستعمل ہو، شامل ہیں"

اسی طرح ایک اور عربی لغت ''القاموس المحیط'' میں علامہ فیروز آبادی نے مثل کے لغوی معانی کا ذکر کچھ یوں کیا ہے:

"المثل، بالکسر والتحریک، الشّبه والجمع الأمثال؛ والمثل محرکة وللحجّة والصّفة والمثال، المقدار والقصاص إلی غیر ذلک من المعانی" (۷)

''مثل، مِثل اور مَثَل دونوں طرح سے آتا ہے۔ اس کا معنی ہے، شبیہ یا مشابہ ہونا جبکہ اس کی جمع امثال ہے۔ مثل کے معانیوں میں حجت، صفت، مثال، مقدار، اور بدل و برابری بھی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ اس کے اور بھی معانی ہیں''

اصطلاحی معنی:

امام اللغۃ ابو العباس المبرّد کے مطابق اس کی تعریف یوں ہے:

"المثل مأخوذ من المثال وهو قول سائر یشبه به حال الثّانی بالأوّل، والأصل فی التشبیه"(۸)

"یعنی مثل مثال سے مأخوذ ہے اور یہ وہ معروف کہاوت یا قول ہوتا ہے جس میں دو چیزوں کا آپس میں (کسی سابقہ چیز یا واقعے کے ورود کے بعد مماثل حالت پیدا ہونے کی وجہ سے) تشبیہ دی جاتی ہے اور بنیادی حیثیت اس میں تشبیہ کی ہوتی ہے".

امام راغب نے المفردات میں مثل کی تعریف یوں کی:

"المثل عبارة عن قول فی شیئ یشبه قولا فی شیئ اٰخر، بینهما مشابهة، لیبین احدهما الاٰخر ویصوره"(۹)

"مثل کسی شے کے بارے میں کہے گئے اس قول کو کہتے ہیں جو مشابہت کی وجہ سے کسی اور شے کے بارے میں بھی صادق آتا ہو، (اور یہ اس لئے استعمال کیا جاتا ہے) تاکہ اسی ایک کے ذریعے کسی دوسری چیز کو واضح اور محسوس بنایا جاسکے".

ابن الأثیر نے مثل کی تعریف اور اس کی خصوصیت بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:۔

"إنه القول الوجیز المرسل لیُعمل به" (۱۰) "یہ وہ مختصر مگر جامع کہاوت ہوتی ہے جو زبان زد عام اور قابل عمل ہو"

امثال وحکم کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ اپنی ہیئت میں بغیر کسی تبدیلی کے جوں کے توں نقل ہوتی رہتی ہیں۔
اس تفصیل کی روشنی میں ایک جامع تعریف کچھ یوں ہو سکتی ہے:

"المثل، عبارة موجزة یستخدمها النّاس شکلا ومضمونا فتنتشر فیما بینهم، ویتناقلها الخلف عن السلف دون تغییر، متمثلین بها، غالبا فی حالات متشابه لما ضرب لها المثل اٴصلا"

"مثل سے مراد وہ مختصر ترین عبارت ہے جو شکل و معنی کے اعتبار سے مقبول ہو اور جسے عامۃ الناس میں قبول عام حاصل ہو۔ جو نسل در نسل بغیر کسی تغیّر کے نقل ہوتی آرہی ہو اور لوگ اس کے استعمال سے مستفید ہو رہے ہوں۔ جب بھی ایک جیسے حالات سے سابقہ پڑتا ہے لوگ اسے بطور دلیل پیش کرتے ہیں"

قرآنی امثال:

جیسا کہ اوپر بتایا گیا کہ امثال تمام آسمانی کتب اور صحائف میں کسی نہ کسی شکل میں منزّل ہوئی ہیں اسی سبب یہ قرآن

میں بھی مختلف صورتوں میں پائی جاتی ہیں۔ علمائے بلاغت نے اسے دو بڑی قسموں میں منقسم کیا ہے، "امثال ظاہرہ" اور "امثال کامنہ" یا مخفی امثال۔

عام طور سے دیکھا جائے تو قرآنی امثال کی یہ پہلی قسم یعنی "الاٗمثال الظاھرۃ" تمثیلی اور تناظراتی مزاج کی ہوتی ہیں جس سے عام امثال کی طرح سابقہ ورود کا احساس نہیں ہوتا۔ قرآنی مثل نہ تو کہاوت (Saying) ہوتی ہے نہ قول (Quotation) اسی طرح قرآن میں ضرب المثل کی مروّجہ ترکیب بطور ایک اصطلاح نہیں ہے بلکہ مذکورہ تمثیلات کے بیان کے بارے ایک تشریح وتوضیح ہوتی ہے۔ مفتی عبدالمتین نے اپنی کتاب "الأمثال والألوان فی القرآن الکریم" میں قرآن کی امثال کی انفرادیت کے بارے میں فرمایا ہے:

> "قرآنی امثال کسی متعین یا خیال شدّہ واقعہ کو نقل نہیں کرتی جو مکرر مذکور ہو اور نظیر کے طور پر وارد ہوئی ہو یعنی اس میں انشاء ہوتا ہے نہ کہ تقلید اور بغیر کسی سابقہ وقوعہ کے وارد ہوتی ہے۔ پس یہ ایک جدید فنی تعبیر ہے جسے قرآن کریم نے پہلی مرتبہ استعمال کیا"(۱۱)

اس کے بعد مفتی صاحب فرماتے ہیں:

> ''اس بنا پر کہا جائے گا کہ قرآن کریم میں مثل اصطلاحی مثل کے قبیل سے نہیں ہے بلکہ یہ ایک دوسری قسم ہے جسے ہمارے علوم ادب کے مثل جاننے سے پہلے قرآن نے مثل کا نام دیا ہے اور نثر کی ایک صنف کا نام مثل رکھنے اور اسے اصطلاحی بنانے سے پہلے، بلکہ ادیبوں کے مثل کی تعریف بیان کرنے سے بھی پہلے قرآن نے مثل بیان کیا''۔(۱۲)

پھر بھی ہیئت کلامِ قرآنی کے پیش نظر عین ممکن ہے کہ بعض مخفی پہلو آج کے بعد بھی سامنے آجائیں۔

المثل الکامن:

قرآنی امثال میں المثل الکامن گویا "المثل السّائر" کا متبادل ہے یا پھر عام ضرب المثل کا ایک بدیل ہے۔

علامہ بدرالدین زرکشی نے فرمایا ہے:

"إنّ الأمثال علی قسمین؛ ظاھر وھو المصرح به و کامن وھو الّذی لاذکر للمثل فیه وحکمه حکم المثل"(۱۳)

یعنی قرآنی امثال کی دو قسمیں ہوئیں:

پہلی قسم امثالِ ظاہرہ، کہ جس کی صراحت ہوتی ہے اور دوسری امثالِ کامنہ، کہ جس میں مثل کا واضح ذکر نہیں ہوتا لیکن وہ (پھر بھی) مثل کے حکم میں آتی ہے۔

اس دوسری قسم کی مثالیں قرآنی آیات میں مندرجہ ذیل ہیں: مثلاً

"بَل كَذّبُوا بِمَا لَم يُحِيطُوا بعلمه" [۱۴] جیسا کہ عرب کہتے ہیں: "مـــن جهل شيئا عـــاداه"

"وَمَا نَقَمُوا إلّا أن أغنَاهُمُ اللهُ وَرَسُولُه" [۱۵] اس کے مقابلے میں مثل ہے: "إحذر/ إتّق شرّ من أحسنت إليه" [۱۶]

"مَن يَّعمَل سُوءً يُجزَ بِه" [۱۷] عربی میں کہتے ہیں: "كما تدين تدان" [۱۸]

"ولا يلدوا إلاّ فاجراً كفّارا" [۱۹] اس کے مقابل مثل ہے: "لا تلد الحية إلاّ الحية" [۲۰]

قرآن کی اس انوکھی مثل کو امام سیوطیؒ نے "ارسال المثل" کا نام بھی دیا ہے [۲۱] انہوں نے یہ اثر دراصل جعفر بن شمس الخلافۃ الأفضلی البصری سے لیا ہے جنہوں نے نظم اور نثر کے حکم وامثال پر مشتمل ایک اہم کتاب "الآداب" کے نام سے تألیف کی ہے۔ [۲۲] مختصر یہ کہ قرآنی امثال کے بارے میں جتنی بھی تالیفات ہوئی ہیں ان میں عموماً قرآنی امثال کو انہی دو اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے۔

اس سلسلے میں حسین بن فضل کی سب سے مشہور تالیف "الأمثال الكامنة" ہے۔ جس میں قرآنی امثال کی صرف اسی قسم کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔ انہوں نے پوری کتاب کو یہی نام دے کر واضح کیا ہے کہ قرآنی آیات کا ایک معتدبہ حصہ چونکہ عربی زبان کے مشہور و معروف امثال اور اقوال کے ساتھ کامل موافقت رکھتا ہے، اسی وجہ سے یہ ضرب الامثال اور امثال السائرۃ کے زمرے میں آتی ہیں۔ مثلا ایک مثال ملاحظہ ہو۔

"انّ الحديد بالحديد يفلح" جو کہ قریب تر ہے اس آیت سے جو کہ ایک مثل کا من ہے "وجزاء سيئة سيئة مثلها" [۲۳]

مشہور ادیب شہاب الدین الأبشیہی نے اپنی کتاب "المستطرف فی كلّ فنّ مستظرف" میں الأمثال السائرۃ فی القرآن الکریم کے نام سے جو باب قائم کیا ہے اس میں انہوں نے صرف امثال الکامنۃ القرآنیۃ کو جمع کیا ہے اس سلسلے میں انہوں نے ذکر تو مجموعی طور پر امثال کا کیا ہے لیکن بطور مثال پیش کردہ (56) آیات قرآنیہ تمام امثال کامنۃ والی آیات ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کے اندر مذکور امثالِ کامنہ ہی امثال سائرہ کا متبادل اور مقابل صنف ہے۔ واللہ اعلم

امثال کی اہمیت اور افادیت:

چونکہ مثال کے ساتھ کوئی نئی بات مخاطب کے ذہن میں آسانی سے اتاری جاسکتی ہے۔ اس کے بغیر ہر گفتگو ادھوری ہوتی ہے۔ یہ خدائی اور نبوی طریقہ بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عبد اللہ ابن المقفع نے فرمایا۔

"إذا جعل الكلام مثلا كان أوضح للمنطق وآنق للسمع وأوسع لشعوب الحديث" [۲۴]

اور ابن عبد ربہ اس کی افادیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

""إنّها وشی الكلام وجوهر اللّفظ وحلی المعانی، والّتی تخیرتها العرب، ونطق بها فی كلّ زمان علی كل لسان، فهی أبقی من الشعر وأشرف من الخطابة لم یسر شیئ مسیرها ولا عمّ عمومها، حتی قیل اسیر من مثل"(۲۵)

عجیب بات یہ ہے کہ تمام تر پوشیدگی اور پس منظر میں رہنے کے باوجود اس صنف ادب (Genre) کی ادبی قدر و قیمت میں کمی نہیں آئی اور قدیم وجدید ادب کی ہر کتاب میں اس کی ایک جھلک موجود ہوتی ہے۔ چونکہ اس صنف کا تعلق حکمت ودانائی سے ہے اس وجہ سے اس کا نام عربی میں "أدب الحکمۃ" اور انگریزی زبان میں (Wisdom Literature) پڑ گیا۔

اس دلچسپ پہلوئے ادب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ دنیا کے تقریباً ننانوے فیصد (99%) لوگ اس کے اندر ذکر شدہ حقائق پر متفق ہوتے ہیں۔ اگرچہ ہر قوم اور ہر زبان کے ہاں امثال کے اپنے اپنے انداز ہوتے ہیں تاہم اس کے اندر ذکر شدہ حقائق ایک ہی انسانی ذہنیت کی عکاسی کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بین الاقوامی مطالعات میں اس صنف کے ایک معتد بہ حصّے کو مشترک علمی ورثہ (Common Property) یا قدیم دانش پارے (Fragments of elder Wisdom) وغیرہ جیسے ناموں سے پکارا جاتا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ قرآن مجید میں اس قسم کی امثال ثابت کرنے کی آخر ضرورت اور افادیت کیا ہوگی؟ جواب یہ ہے کہ اگر قرآن کی کوئی آیت یا ترکیب بطور مثال پیش کی جا سکتی ہے اور موقع کی مناسبت کے مطابق وہی مفہوم دے سکتی ہو جو عام ضرب المثل میں مقصود ہوتا ہے تو کیوں نہ اس کو استعمال میں لایا جائے۔ اسی طرح عام امثال و اقوال کی جگہ اس کے استعمال کے فائدے نسبتاً بہت زیادہ ہونگے۔

خلاصۂ بحث:

امثال انسانی گفتگو کا لازمی جزء ہیں تاہم اگر قرآنی آیات یا اس کے کچھ حصے اس مقصد کے لئے استعمال ہوں تو فائدہ ہی فائدہ ہوگا۔ ویسے بھی امثال کے قدیم اور روایتی سرمائے کو "دیہی دانش" کا نام دے کر فیشن کی نذر کیا جارہا ہے اس لئے سنجیدہ کوششوں سے اس نقصان سے بچا جاسکتا ہے۔ مشینی زندگی نے تہذیب وثقافت کا گلا گھونٹا ہے نتیجتاً چند ایک اہم تریں اجناس ادب دم توڑ رہی ہیں۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مغربی ممالک میں علم الأمثال (Paremiology) کی اہمیت اور اس کی طرف بھرپور توجہ اور میلان کی ایک بڑی وجہ بائبل میں کتاب الأمثال (The Book of Proverbs) کی موجودگی ہے۔ مذکورہ کتاب میں حضرت سلیمان علیہ السلام سے منسوب ہزار کے لگ بھگ اقوال و حکم ہیں جسے "سلیمانی امثال" کا نام بھی دیا گیا ہے۔ مذکورہ کتاب پر عرصہ دراز سے نئی نئی جہتوں سے تحقیق جاری ہے۔ مغربی دنیا میں امثال کی جدید سٹڈیز کا

ماہر وولف گینگ مائیڈر(Wolf Gang Mieder) قدیم اور جدید امثال، اس کی ہیئات، پس منظر، اقسام اور امثال کی نئی نئی جہتوں پر مسلسل ریسرچ کر رہے ہیں۔ ان کے مطابق "علم الأمثال" یعنی(Paremiology) میں مغرب کے اندر اب تک (سال دو ہزار چار2004 تک)[۲۶] تقریباً بیس ہزار (20,000) کتابیں رجسٹرڈ ہوئی ہیں اور تقریباً ہر سال دو سو سے زائد تحقیقی مقالے شائع ہوتے ہیں۔ ان کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

"In fact the Bibliographies of Proverbs Collections have registered over 20,000 Volumes with about 200 new Publications each year"[27]

"دراصل (مغرب میں) امثال کے مجموعات پر مبنی ان کتب کی تعداد بیس ہزار جلدوں تک پہنچتی ہے جو کہ آج تک رجسٹرڈ ہو چکی ہیں۔ اس کے علاوہ ہر سال تقریباً دو سو کی تعداد میں امثال سے متعلق مقالے چھپتے ہیں"۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International Licence.

حواشی و حوالہ جات:

(۱) البرھان فی علوم القرآن، ۱/۱۷۵۔ الزرکشی، بدرالدین محمد بن عبداللہ "البرہان فی علوم القرآن" تحقیق محمد ابوالفضل ابراہم، دارالمعرفۃ بیروت۔ ط ط۱۔ ۱۹۹۰۔

(۲) البقرۃ، الآیۃ ۱۷

(۳) الشوری: ۴۰

(۴) الحسین بن فضل، " الأمثال الکامنۃ فی القرآن الکریم" تحقیق: دکتور علیی حسین البوّاب، مکتبۃ التوبۃ، ط ۱، سن اشاعت ۱۴۱۲، ص، ۹

(۵) الحشر الآیۃ، ۲۱۔

(۶) لسان العرب، مادۃ مثل (۱۳۲۲)۔

(۷) القاموس المحیط، مادۃ مثل (۴۴۹)۔

(۸) المبرد، ابوالعباس محمد ابن یزید "الکامل فی التاریخ" مؤسسۃ الرسالۃ، ط ثانیہ ۱۹۹۲،

(۹) الراغب الاصفہانی "المفردات" تحقیق: محمد أحمد خلف اللہ۔ مکتبۃ الأنجلو بالقاہرہ، ۱۹۷۰ م، ص ۸۰۰، مادۃ مثل

(۱۰) ابن الاثیر "المثل السائر" تحقیق، أحمد الحوفی وبدوی طبانہ، دار نہضۃ مصر، القاہرہ ۱۳۷۹ھ۔ ج اول، ص ۶۳

(۱۱) عبدالمتین، الأمثال والأکوان فی القرآن الکریم، مکتبۃ عمر فاروق، شاہ فیصل کالونی، کراچی۔ اشاعت اوّل ۲۰۱۰، ص ۳۶۔

(۱۲) نفس المرجع۔

(۱۳) البرھان فی علوم القرآن، ۱/۱۷۵۔ الزرکشی، بدرالدین محمد بن عبداللہ "البرہان فی علوم القرآن" تحقیق محمد ابوالفضل ابراہم، دارالمعرفۃ بیروت۔ ط ط۱۔ ۱۹۹۰۔

(۱۴) یونس:الآیۃ۳۹۔
(۱۵) التوبۃ:الآیۃ۴۷۔
(۱۶) الطرابلسی، ابراہیم بن علی الأحدب "فرائداللآل فی مجمع الأمثال" دارالکتب العلمیّۃ، بیروت۔ط اَاولیٰ ۲۰۰۴،ص۱/۱۲۰۔
(۱۷) النساء:الآیۃ۱۲۳۔
(۱۸) فرائداللآل:۲/۱۲۲۔
(۱۹) النّوح:الآیۃ۲۷۔
(۲۰) فرائداللآل:۲/۲۲۲۔
(۲۱) الاتقان فی علوم القرآن:۲/۳۶۹۔
(۲۲) السبحاني، الشیخ جعفر، الأمثال فی القرآن الکریم، موٴسّسۃ الامام صادق، توذیع مکتبہ التوحید، قم ایران، طبعہ ثالثہ، ۱۴۲۰ہجری۔
(۲۳) الشّوری،الآیۃ۴۰۔
(۲۴) مجمع الأمثال:۱/۶۱۔
(۲۵) العقد الفرید:۳/۶۳۔
(۲۶) یادرہے کہ مائیڈر کی یہ کتاب، جس میں یہ رپورٹ درج ہے، سن2004 میں شائع ہوئی۔ ظاہر ہے اس کے بعد بھی اس شرح میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہو گا۔ دیکھئے:

Mieder, Wolfgang (2004).Proverbs, A Hand book. 1stEdition, Green Wood Press, London (Introduction- P/vii) (27)